سرکاری رپورٹ

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

## مباحثات

### چہار شنبہ - ۵ جون ۱۹۷۴ء


| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ |
|---|---|---|
| ۱ | تلاوت کلام پاک و ترجمہ | ۱ |
| ۲ | نشان زدہ سوالات اور انکے جوابات | ۳ |
| ۳ | تحاریک التوائے کار | ۱۸ |
| ۴ | مجالس قائمہ / دیگر مجالس کے ارکان کا انتخاب | ۲۶ |
| ۵ | بلوچستان سروس ٹریبونلز کا مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۴ء | ۲۸ |



جلد ہشتم — شمارہ سوئم (۳)

# ممبران جنھوں نے اجلاس میں شرکت کی

۱۔ جام میر غلام قادر خان
۲۔ نواب غوث بخش خان رئیسانی
۳۔ مولوی محمد حسن شاہ
۴۔ مولوی صالح محمد
۵۔ میر یوسف علی خان مگسی
۶۔ میاں سیف اللہ خان پراچہ
۷۔ میر شاہنواز خان شاہلیانی
۸۔ محمود خان اچکزئی
۹۔ میر صابر علی خان بلوچ
۱۰۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی
۱۱۔ میر قادر بخش بلوچ
۱۲۔ سردار انور جان کھیتران
۱۳۔ نوابزادہ شیر علی خان
۱۴۔ مسس فضیلہ عالیانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس بروز چہار شنبہ ۵ جون ۱۹۷۴ء
زیر صدارت سردار محمد خان باروزئی اسپیکر صوبائی اسمبلی بوقت
دس بجے صبح شروع ہوا

## تلاوت کلام پاک و ترجمہ ۔ از قاری سید فتح احمد خطیب

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ
بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ
حَمِيْمٌ ٥ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ
صدق اللہ العظیم ٥

پارہ ۔ ۱۹ع

ترجمہ :
پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود کے شر سے، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

اور اس سے بہتر بات کس کی ہے، جو دوسروں کو اللہ کی طرف بلائے، اور خود نیک عمل کرے، اور کہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، آپ نیکی سے بدی کو ٹال دیا کیجئے ۔ تو پھر یہ ہوگا، کہ جس شخص میں اور آپ میں عداوت ہے، وہ ایسا ہو جائیگا، جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے اور یہ بات انہیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہوتا ہے

وآخر دعوانا ان الحمد

# وقفۂ سوالات

**مسٹر اسپیکر** میر شاہنواز خان شاہلیانی

**۵۸۹ *۔ میر شاہنواز خان شاہلیانی۔**

کیا وزیر صحت ازراہ کرم بتائیں گے کہ خاندانی منصوبہ بندی پر اس سال اب تک صوبائی حکومت نے کتنا خرچ کیا ہے نیز اس کی تفصیل بتائی جائے اور اس سے جو فائدہ ہوئے ہیں اس کی تفصیل بتائی جائے۔

**وزیر صحت مولوی محمد حسن شاہ**

(الف) خاندانی منصوبہ بندی پروگرام پر صوبائی حکومت کوئی رقم خرچ نہیں کر رہی ہے بلکہ وفاقی حکومت صوبہ بلوچستان میں پروگرام کے بجٹ کی رقم فراہم کرتی ہے

(ب) چونکہ یہ اسکیم وفاقی حکومت کی ہدایات کے مطابق چل رہی ہے۔ اس لئے اسکے فوائد کی تفصیل بھی مذکورہ حکومت ہی بتلا سکے گی۔

**میر شاہنواز خان شاہلیانی۔**

(ضمنی سوال) جناب اس کا جو صوبائی بورڈ ہے اس کے چیئرمین کون ہیں؟ اور اس کے فرائض کیا ہیں؛

**وزیر صحت:۔** یہ نیا سوال ہے اور اس کے لئے نوٹس چاہیئے۔

**مسٹر اسپیکر:۔** ہو گئی آپ کی تسلی۔

**میر شاہنواز خان شاہلیانی:۔** شاید اس کا ایک صوبائی سکریٹری ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے ماتحت چیئرمین ہے جو وزیر صاحب خود ہوں گے۔

**مسٹر اسپیکر** آپ کو تو معلوم ہے کہ کون کس کے ماتحت ہے۔

**میر شاہنواز خان شاہلیانی:۔** نہیں جناب، آخر جب بورڈ ہے اس کا چیئرمین صوبائی سکریٹری ہو گا یا کوئی اور۔

**وزیر صحت:۔** یہ تو مرکزی حکومت کے تحت تشکیل کیا گیا ہے میں نے تو ابھی تک سنا بھی نہیں کہ کون چیئرمین اور کون سکریٹری؟ آپ تو زور آور ہیں۔ اب میں کیا کروں۔

**٭۵۹۔۔۔ میر شاہنواز خان شاہلیانی:۔**

کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بتلائیں گے کہ۔

(الف) سال ۸۴-۱۹۸۳ء کیلئے جواری کی خرید کی کتنی مد مقرر کر دی گئی ہے۔

(ب) اس کیلئے جو خریداری مرکز کھولے گئے تھے۔ ان کے نام کیا ہیں؟

(ج) ہر مرکز پر کتنی بوریاں خرید کی گئی ہیں؟

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ [illegible] کے مرکز میں جواری نہیں خریدی گئی۔

(ہ) اگر جزو (د) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

## وزیر خوراک سردار غوث بخش خان رئیسانی۔

(الف) دس ہزار ٹن (۱۱۲۰۰۰ بوری)

(ب) ۱۔ ممٹپل ڈیرہ ۲۔ بھاگ ۳۔ لہڑی۔ ۴۔ گنداوہ۔ ۵۔ قادر آباد۔ ۶۔ منگولی ۷۔ جھٹ پٹ ۸۔ منوڑی۔ ۹۔ جہل۔ ۱۰۔ کیمپ نبی بخش کھوسہ۔ ۱۱۔ استہ محمد

(ج)

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ ممٹپل ڈیرہ۔ | ۲۶۱۴۶ | بوری |
| ۲۔ بھاگ۔ | ۱۴۹۰۰ | 〃 |
| ۳۔ لہڑی۔ | ۹۱۰۰ | 〃 |
| ۴۔ گنداوہ۔ | ـ | |
| ۵۔ قادر آباد۔ | ۱۸۰۵۶ | 〃 |
| ۶۔ منگولی۔ | ـ | |
| ۷۔ جھٹ پٹ۔ | ۱۹۲۵۰ | 〃 |
| ۸۔ منوڑی۔ | ۹۹۶۰ | 〃 |
| ۹۔ جہل۔ | ـ | |
| ۱۰۔ کیمپ نبی بخش کھوسہ | ۸۲۶۰ | 〃 |
| ۱۱۔ استہ محمد | ۱۵۰۰ | 〃 |
| | ۱۰۸۵۱۸ | 〃 |

(د) یہ حقیقت نہیں ہے۔ استہ محمد میں ۱۵۰۰ بوریاں جواری خرید کی گئی۔

## *۵۹۱۔ مسٹر محمود خان اچکزئی۔

کیا وزیر صحت ازراہِ کرم بتلائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ صحیح ہے کہ سول ہسپتال کوئٹہ میں اکثر مریض آکسیجن نہ ہونے ضروری آلات جراحی کی کمی
اور ڈاکٹروں کی عدم دلچسپی لاپرواہی کی وجہ سے مر جاتے ہیں
(ب) کیا یہ صحیح ہے کہ کسی مریض کے خون کا گروپ معلوم کرنے کیلئے کم سے کم تین مرتبہ لیبارٹری میں
دیکھنا ضروری ہوتا ہے
(ج) کیا یہ بھی صحیح ہے کہ کوئٹہ کے ہسپتال کی لیبارٹری والے صرف ایک ہی دفعہ پر تکیہ کر لیتے ہیں ؟
(د) کیا اس ہسپتال میں کوئی ایسا کیس حال میں ہوا ہے کہ مریض غلط خون دینے کی وجہ سے مر گیا ہو ؟
(ہ) کیا یہ صحیح ہے کہ گزشتہ چھ مہینوں بلکہ جنوری ۱۹۷۳ء سے لیکر ۱۹۷۴ء تک ایک رات ایسی
بھی آئی کہ اس ہسپتال میں ۸ مریض ایک ہی رات میں مر گئے ؟
(و) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے ؟
(ز) کیا وزیر صاحب تبلائیں گے کہ گزشتہ چھ مہینوں میں سول ہسپتال کوئٹہ میں کتنے مریض مر چکے
ہیں اور اس طرح ان کی شرح اموات کی اوسط ایک دن میں کیا ہے ؟

## وزیر صحت :-

(الف) مذکورہ وجوہات کی بناء پر کسی مریض کے مرنے کی رپورٹ حکومت کو نہیں ملی ۔
(ب) کسی مریض کے خون کا گروپ معلوم کرنے کیلئے صرف ایک دفعہ ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور
یہی صحیح طریقہ ہے
(ج) جی ہاں یہی درست طریقہ ہے ۔
(د) ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ۔
(ہ) جنوری ۱۹۷۳ء سے مارچ ۱۹۷۴ء کے عرصہ کے دوران سول ہسپتال کوئٹہ میں کسی بھی
ایک رات ۸ مریض نہیں مرے ۔
(و) جز (الف) کا جواب نفی میں ہے
(ز) گزشتہ چھ مہینوں کے اندر ۳۲۳ مریض جاں بحق ہوئے ان میں زیادہ تعداد ایسے مریضوں

بالکل حادثات کا شکار ہوئے اس لحاظ سے شرح اموات ایک دن میں ایک بھی نہیں آتی۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی** :- (ضمنی سوال)

مولوی صاحب نے جزو (الف) میں اتفاق کیا ہے کہ " مذکورہ وجوہات کی بناء پر کسی مریض کی نوعیت کی رپورٹ نہیں ملی:

میرے علم میں ہے کہ ہسپتال کے سرجیکل وارڈ میں بلڈ پریشر کا آلہ نہیں ہے ، اور مریضوں کا خون چیک نہ ہونے کی وجہ سے ان کا آپریشن نہیں ہو سکتا۔

**وزیر صحت** :-

ہم اس بات پر ضرور غور کریں گے اور اگر ایسی بات ہے تو ہم تحقیق کریں گے۔

(تحسین و آفرین)

***۵۹۲ - محمود خان اچکزئی** :-

کیا وزیر صحت ازراہ کرم بتلائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت حکومت کے علم میں ہے کہ اس صوبہ میں ڈاکٹر صاحبان فٹنس (FITNESS) سرٹیفکیٹ دینے کے لئے دس روپے اور چھٹی لینے والے کو سرٹیفکیٹ بیس روپے میں دیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ حقیقت حکومت کے علم میں ہے کہ سول ہسپتال کوئٹہ کے اسٹور میں جو ادویات آتی ہیں وہ کھلے بندوں کوئٹہ شہر کی دکانوں میں فروخت ہوتی ہیں۔

**وزیر صحت** :-

(الف) حکومت کے علم میں ایسی کوئی شکایت نہیں لائی گئی۔

(ب و ج) میڈیکل اسٹور ڈپو کی ادویات پر سرکاری مہر لگائی جاتی ہے اگر یہ ادویات بازار میں

فروخت ہوتی پکڑی جائیں تو حکومت خطاوار کو ضرور سزا دے گی۔

**مسٹر اسپیکر:-** اب اگلا سوال پوچھئے۔

## ۵۹۳۰* مسٹر محمود خان اچکزئی:-

کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان کریں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان میں ڈاکٹروں کی کمی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بلوچستان سے سالہا سال وظیفہ لینے والے بہت سارے لڑکے اور لڑکیاں ڈاکٹر بن کر دوسرے صوبوں یا ملک سے باہر ڈاکٹری کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی صحیح ہے کہ ایسے ہر ڈاکٹر پر صوبہ بلوچستان کا ہزاروں روپیہ خرچ ہوا ہے؟

(د) اگر (الف) سے (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت بلوچستان ڈاکٹروں کی کمی دور کرنے کے لئے ان ڈاکٹروں کو جن پر حکومت کا خرچ آیا ہے واپس اپنے صوبہ میں لے آنے کا کیا پروگرام رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

(ہ) کیا یہ صحیح ہے کہ ان لڑکے اور لڑکیوں میں جو ڈاکٹر بن کر واپس نہیں آتے اکثریت غیر بلوچستانیوں کی ہے یعنی نان لوکلز کی؟

(و) اگر (ہ) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ایسے لوگوں کو جو بلوچستان کے نہیں ہوتے کیوں میڈیکل کا لجوں میں نشستیں دیتی ہے؟

(ز) کیا حکومت نے موجودہ سال میڈیکل کالج میں داخلہ لینے والوں سے اس قسم کا کوئی باقاعدہ بانڈ لیا ہے کہ ڈاکٹر بننے کے بعد ایسے بلوچستان ہی میں کام کرنا ہوگا؟ اگر نہیں تو کیوں؟

**وزیر صحت:-**

(الف) حقیقت ہے۔

(ب) صحیح ہے۔

(ج) صحیح ہے۔

(د) ان ڈاکٹروں کو واپس اپنے صوبوں میں لانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

۱۔ حکومت پنجاب اور سندھ کے متعلقہ سیکرٹریوں کو لکھا گیا ہے کہ بلوچستان کے ڈاکٹروں کو ملازمت نہ دی جائے۔ اور جو ملازمت میں ہیں ان کو فارغ کر کے یہاں بھجوایا جائے

۲۔ سول ہسپتال کراچی اور جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سنٹر کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کو لکھا گیا کہ بلوچستان کے کسی بھی پاس شدہ ڈاکٹر کو بلوچستان حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر ہاؤس جاب نہ دیا جائے۔

ان اقدامات کے باوجود ڈاکٹر واپس نہیں آئے۔

چند ڈاکٹر جو ملازمت سے غیر حاضر تھے اور پرائیویٹ پریکٹس کر رہے تھے ان کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کی گئی لیکن عدالت نے انہیں بری کیا۔

(ہ) ان میں اکثریت لوکلز کی ہے۔

(س) داخلہ صرف لوکل اور ان ڈومیسائلڈ لوکلز کو دیا جاتا ہے جن کے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ اور دیگر کوائف کی تصدیق ہو۔

(ش) بانڈ لئے جا رہے ہیں۔

## مسٹر محمود خان اچکزئی (ضمنی سوال)

جناب والا! مولانا صاحب نے میرے سوال کا جواب دیا ہے میں نے سوال کیا تھا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان میں ڈاکٹروں کی کمی ہے اور مولانا صاحب کا جواب یہ ہے کہ یہ صحیح ہے۔ تو جناب ڈاکٹروں کی کمی کا یہ حال ہے کہ سارے ہسپتال میں صرف دو ڈاکٹروں کی ڈیوٹیاں ہیں۔ جو چھ وارڈوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ مولانا صاحب اپنے ڈاکٹروں کو واپس لانے کیلئے صرف خطوط پر اکتفا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے ایک ڈاکٹر پر صوبہ بلوچستان کے تیس ہزار روپے خرچ آتے ہیں۔

**مسٹر اسپیکر:۔** مولوی صاحب نے جو اقدامات کئے ہیں وہ آپ کو بتا دیئے ہیں۔ اگر آپ ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** خط لکھنے سے تو ڈاکٹر نہیں آئے گا۔

**مسٹر اسپیکر:۔** انھیں مولوی صاحب کان سے پکڑ کر تو نہیں لا سکتے۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** جناب وہ انھیں کان سے پکڑ کر لائیں۔

**وزیر اعلیٰ:۔** میں کچھ عرض کروں جناب اس کے لئے ہم ایک قرارداد بھی لا رہے ہیں۔ ہم ایک ایسا طریق کار وضع کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے جو ڈاکٹر تعلیم حاصل کرنے ہیں انھیں قانونی طور پر یہاں بلایا جائے۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** آپ ایسا بل کیوں نہیں لائے؟

**وزیر اعلیٰ:۔** قرارداد آئے گی، اگر آپ چاہیں گے تو پھر بل بھی لائیں گے۔

**مسٹر اسپیکر:۔** اب اگلا سوال پوچھیں۔

*۲۰۳ **مسٹر محمود خان اچکزئی:** کیا وزیر صحت بتائیں گے کہ

(الف) انکے محکمے نے کتنے ڈاکٹروں کو اعلیٰ تعلیم کیلئے سرکاری خرچ پر غیر ممالک موجودہ مالی سال کے دوران بھیجا؟

(ب) بھیجے ہوئے ڈاکٹروں کے نام، سکونت اور قبیلہ بتلایا جائے؟

(ج) ان ڈاکٹروں کا انتخاب کس نے کیا؟ اگر کسی کمیٹی نے کیا ہے تو کمیٹی کے ممبران کے نام بتلائیں جائیں؟

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹر غلام محمد کاسی نے دو مضامین میں مزید تعلیم کے لئے وظیفہ کی درخواست کی تھی؟ اگر ہاں تو وہ مضامین کیا تھے؟

(ر) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹر مذکور کسی ایک مضمون کے لیے بھی منتخب نہیں ہوئے؟

(س) اگر (ر) کا جواب اثبات میں ہے تو کیوں؟

(ش) اُن کے پسند کردہ دو مضامین میں ان کے بجائے کون کون منتخب ہوئے اور کیوں؟

(ص) ان کے مقابلے میں منتخب ہونے والوں کی سکونت اور قبیلہ کیا ہیں؟

(ط) ان کی اور ان کے مقابلے میں کامیاب ہونے والوں کی سروس کس قدر ہے؟ علیحدہ علیحدہ بتایا جائے۔

(ظ) کیا ڈاکٹر مذکور اور کامیاب امیدوار نے ہاؤس جاب کیا تھا؟ ہاں تو کہاں پر اور کس مضمون کے ڈاکٹر کے ساتھ؟

## وزیر صحت:-

(الف) موجودہ مالی سال کے دوران صرف ایک ڈاکٹر بھیجا گیا ہے

(ب) ڈاکٹر عبدالحمید جان سکونت ضلع کوئٹہ پشین اور قبیلہ بابی پشتون ہے۔

(ج) ڈاکٹر کا انتخاب صوبائی محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی سلیکشن کمیٹی نے کیا ہے جس کے چیئرمین کمشنر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ مسٹر اے۔ آر۔ صدیقی تھے اور ممبران سیکرٹری مالیات مسٹر لونی گر اور سابقہ سیکریٹری صحت فقیر محمد بلوچ تھے۔

(د) ڈاکٹر غلام محمد کا نام صرف ایک مضمون (پیتھالوجی) میں اعلیٰ تعلیم کے لئے تجویز ہوا تھا۔

(ر تا س) سلیکشن کمیٹی سے وہ منتخب نہ ہو سکے لیکن محکمہ صحت کی دوبارہ سفارش پر انہیں ...... اسی شرط پر منتخب کر لیا گیا ہے کہ وہ منتخبہ مضمون میں ابتدائی دو سال کی ٹریننگ حاصل کریں۔

(ش و ص) ان کی بجائے کوئی منتخب نہیں ہوا۔

(ط) ان کی اپنی عمر دس دو سال ہے۔

(ظ) ڈاکٹر غلام محمد نے جنرل سرجری میں ایک سال کا ہاؤس جاب لنڈی کوتل ہسپتال میں کیا تھا۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی۔** ضمنی سوال جناب سوال نمبر ۶۰۳ جز (ظ) میں ڈاکٹر نے ہاؤس جاب کیا تھا، آپ نے صرف ایک ڈاکٹر کا ذکر کیا ہے۔

**وزیر صحت:۔** آپ نے صرف ایک ڈاکٹر کا سوال کیا تھا، ایک ڈاکٹر کا جواب دے دیا گیا ہے۔

(قہقہہ)

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** ٹھیک ہے جناب۔

**مسٹر اسپیکر:۔** اب اگلا سوال پوچھیئے۔

***۶۰۸ مسٹر محمود خان اچکزئی:۔**

کیا وزیر صحت ازراہ کرم بتلائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ صحیح ہے کہ مرکزی حکومت نے بولان میڈیکل کالج میں قبائلی طلبہ کے لئے کچھ سیٹیں مخصوص کی تھیں؟

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان سیٹوں کی تعداد کتنی تھی؟ اور

(ج) کیا یہ ساری سیٹیں قبائلی طلباء کو دے دی گئیں ہیں؟

(س) اگر (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو ان لڑکوں کے نام، سکونت، حاصل کردہ نمبر اور قبیلہ الگ الگ بتلائیں جن کو یہ سیٹیں دی گئی ہیں اور ان اصحاب کے نام بھی جنکی سفارش پر یہ سیٹیں دی گئیں۔

(ص) کیا یہ صحیح ہے کہ کچھ ایسے قبائلی طلباء جن کے حاصل کردہ نمبر ان لوگوں سے زیادہ ہیں جن کو یہ سیٹیں دی گئی ہیں لیکن وہ نہیں لئے گئے؟

(ط) اگر (ص) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسا کیوں ہوا؟

## وزیر صحت :-

(الف) (ب) جی ہاں مرکزی حکومت نے قبائلی طلباء کے لئے بولان میڈیکل کالج کی تیرہ نشستیں مخصوص کی ہیں۔

(ج) (د) نہیں ان سیٹوں میں سے تین سیٹیں کوئٹہ کے ڈومی سائل طلبہ کو دی گئی ہیں

(س) مطلوبہ تفصیل ذیل کی فہرست میں دی گئی ہے ان طلباء کو مرکزی حکومت نے نامزد کیا ہے یہ معلوم نہیں کہ کن اصحاب کی سفارش پر یہ سیٹیں دی گئی ہیں۔

(ص) (ط) ان سوالات کے جوابات کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے۔

## لسٹ طلباء نامزد کردہ برائے وفاقی سیٹ

| سلسلہ نمبر | نام و ولدیت | ایف ایس سی میں حاصل کردہ نمبر | سکونت | قبیلہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱- | مسمی محمد کریم ولد عبداللہ خان | ۴۵۸ | ژوب | مندوزئی |
| ۲- | " حبیب الرحمن ولد شفیع محمد یوسف | ۳۹۸ | کوئٹہ | ڈومیسائلڈ |
| ۳- | " معظم الدین ولد ڈاکٹر جمیل احمد | ۴۷۴ | " | " |
| ۴- | مسماۃ فریدہ کبیر دختر احمد کبیر | ۵۶۳ | " | " |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۵۔ | مسمی مشتاق احمد ولد عبدالستار | ۳۴۳ | پشین | اخترانی |
| ۶۔ | " نقیب اللہ ولد لفراللہ خان | ۳۸۲ | قلات | بازئی |
| ۷۔ | " ظاہر شاہ ولد محمد حسن | ۵۲۷ | ڈیرہ اللہ یار خان | سعید |

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** ضمنی سوال
جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے بولان میڈیکل کالج میں قبائلی طلباء کیلئے کچھ نشستیں مخصوص کی تھیں ؟ مولانا نے جواب دیا تھا کہ ہاں مرکزی حکومت نے قبائلی طلباء کے لئے گیارہ نشستیں مخصوص کی تھیں۔ لیکن جو لسٹ انہوں نے مجھے دی ہے، ان میں اکثر طلباء قبائلی نہیں ہیں۔

(آپس میں گفتگو)

**مسٹر اسپیکر:۔** آپ لوگ آپس میں بات چیت نہیں کر سکتے۔

**میاں سیف اللہ خان پراچہ:۔** جناب والا! میرے خیال میں یہ یقیناً سارے قبائلی ہیں

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** جناب یہ قبائلی نہیں ہیں۔

**وزیر اعلیٰ:۔** جناب کیا میں جواب دے سکتا ہوں۔

**مسٹر اسپیکر:۔** جی ہاں

**وزیر اعلیٰ:۔** دراصل بات یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے جن طلباء کو نامزد کیا ہے ان میں ایسے بھی افراد ہیں جن کا تعلق کسی قبیلہ سے نہیں، لیکن یہ اس وجہ سے ہے کہ

بلوچستان کے ایسے افراد کو بھی جنھیں صحیح طریقے سے نشستیں نہیں مل سکیں، نشستیں مل سکیں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:-** وزیر صاحب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گیارہ نشستیں مخصوص تھیں مگر اس میں قبائلی نہیں آئے۔

**وزیر اعلیٰ:-** ان میں سے اپنے بھی لڑکے ہیں دو لڑکے بھی جن کو مرکزی حکومت نے نامزد کیا ہے۔ ان میں آزاد کشمیر سے بھی ہیں، فرنٹیئر سے بھی ہیں، انھیں بھی ان نشستوں پر لگایا ہے۔

**میاں سیف اللہ خان پراچہ:-** پوائنٹ آف آرڈر۔ ٹرائیبلز کا مطلب ہے کہ ٹرائیبل ایریا۔ اس کا مطلب ٹرائبز نہیں۔ اگر مجھے اعتراض ہو تو مجھے یہ بدخشانی وغیرہ، وغیرہ سب غلط ہیں۔ کیونکہ ٹرائیبل ایریا چاغی میں صرف نوک کنڈی آتا ہے۔ اس طرح وہ ٹرائیبلز ایریا آتے ہیں۔ جس میں سارا کوئٹہ ڈویژن سارا لورالائی شامل نہیں ہے۔ جہاں تک ٹرائیبل لفظ کا تعلق ہے اس سلسلے میں آپ کی رولنگ لینا چاہتا ہوں۔ ٹرائیبل کا مطلب ہے ٹرائیبلز ایریاز۔ اس میں سارا بلوچستان شامل نہیں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:-** تو کیا یہ سارا ٹرائیبل ہے

**میاں سیف اللہ خان پراچہ:-** اس میں یہ سارے غلط ہیں ایک بھی ٹرائیبل نہیں ہے۔

**مسٹر اسپیکر:-** تو کیا گورنمنٹ نے غلط جواب سپلائی کیا ہے؟

**میاں سیف اللہ خان پراچہ:-** نہیں جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر اس بات پر ہے کہ لفظ ٹرائبز کا کیا مطلب ہے۔

**مسٹر اسپیکر:۔** اس کا اس سے آپ کیا مطلب لیتے ہیں۔

**میاں سیف اللہ پراچہ:۔** اگر آپ کو ٹرائیبز پر اعتراض ہے تو مجھے بھی اعتراض نہیں ہے

**مسٹر اسپیکر:۔** یہ آپ نے کس بات پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ یہ تو کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

**میاں سیف اللہ خان پراچہ:۔** لفظ ٹرائیبز پر میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔

**مسٹر اسپیکر:۔** پوائنٹ آف آرڈر قواعد و ضوابط کے بارے میں ہوتا ہے۔ لفظ ٹرائیبز پر اگر آپ کو اعتراض ہے تو ویسے آپ بیان کر سکتے ہیں۔

**نواب غوث بخش رئیسانی:۔** میں کچھ عرض کروں، جہاں تک کچھ سیٹیں مخصوص کرنے کا تعلق ہے تو مرکزی حکومت نے نہیں کہا کہ اگر ہم تمھیں پہلے دیں کہ آپ اپنی سیٹیں بڑھائیں تو ان میں سے آدھی سیٹیں ہمیں دیں تاکہ ہم اپنے ٹرائیبلز ایریا کے لوگوں کو جیسے آزاد کشمیر اور گلگت ہے، جبرال ہے، ان کو یہ سیٹیں دیں تو اس طرح بائیس نشستیں بڑھائی گئیں۔ ان میں سے گیارہ بلوچستان کو اور گیارہ انہوں نے خود لیں۔ اس میں سے جو انہوں نے اپنی مرضی سے لیں اور بلوچستان کے ایسے مخصوص علاقوں کو جن کے ابھی نام لئے گئے ہیں ان کو دیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو سیٹیں مرکزی حکومت نے اپنے لئے رکھی تھیں۔ اپنی صوابدید پر انہیں دیں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:** جناب والا ایسے لڑکے بھی ہیں جن کے نمبر ۲۳۲، ۲۴۴، ۲۸۳ ہیں، ہمارے بلوچستان میں ٹرائبل ایریا کے لڑکے موجود ہیں جن کے نمبران سے زیادہ ہیں۔

**مسٹر اسپیکر:** جواب میں بتایا گیا ہے کہ کچھ مرکز کی نشستیں ہیں، مرکز نے مخصوص کرادی تھیں یا مخصوص کردی گئی ہیں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:** جناب والا ان مخصوص نشستوں پر ہمارا بھی حق ہے۔

**مسٹر اسپیکر:** سوال کا جواب آپ کو دیا گیا ہے۔ یہ سنٹر کا معاملہ ہے۔ اس پر پیچیدگیاں کیوں پیدا کرتے ہیں۔

**میر صابر علی بلوچ:** جناب یہ مرکز کا معاملہ ہے اس پر وہاں بحث ہونی چاہئیے۔

**مسٹر اسپیکر:** آپ نے یہ نشستیں دی ہوئی ہیں اب اس پر کیا بحث کرنا چاہتے ہیں۔

**میر یوسف علی خان مگسی:** اصل میں مرکز نے اپنی مرضی سے لی ہیں۔

**مسٹر اسپیکر:** کسی بات کو مانیں، اس میں تھوڑی پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ جواب تو آپ کو مل گیا ہے مرکز نے کچھ چھپے دیدیئے تھے۔

اب اگلا سوال!

# *۲۶ میر شاہنواز خان شاہلیانی:

کیا وزیر صحت ازراہ کرم بتلائیں گے کہ

(الف) اوستہ محمد اسپتال کے لئے ایمبولینس کار منظور ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ کار اس ہسپتال میں موجود ہے اور کام کر رہی ہے اور اگر وہاں کام نہیں کر رہی ہے تو وہ کہاں کام کر رہی ہے؟

(ج) اگر (ا) کا جواب نفی ہے تو کیوں منظور نہیں ہے؟

## وزیر صحت:-

(الف) اوستہ محمد ہسپتال کے لئے ایمبولینس منظور نہیں ہے۔

(ب) جواب نفی میں ہے۔

(ج) یونیسف (UNICEF) سے کچھ گاڑیاں منگوانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ ان کے آنے پر ایک اوستہ محمد ہسپتال کے لئے بطور ایمبولینس استعمال ہوگی۔

**میر شاہنواز خان شاہلیانی:-** جز الف اور ب کا جواب تو کچھ سمجھ آگیا ہے۔ جزو (ج) کا مطلب ضرور سمجھائیں۔ یہ یونیسف کیا چیز ہے۔

**مسٹر اسپیکر:-** آپ مولانا صاحب کا امتحان نہ لیں وہ تو .....

**میر شاہنواز خان شاہلیانی:-** الف اور ب میں تو لن ترانی ہے مگر جزو (ج) میں ربانی ہے اسے ضرور سمجھا دیں۔

**وزیر صحت:-** اقوام متحدہ کا وہ ادارہ ہے جو ساری دنیا کی صحت کیلئے کام کرتا ہے۔

**مسٹر اسپیکر:-** مولانا صاحب تو بڑے ہوشیار نکلے

**میر شاہنواز خان شاہلیانی:-** اگر گستاخی معاف ہو اسکا مطلب یہ نہیں ہے....

(قہقہہ)

**مسٹر اسپیکر:-** اگلا سوال

**۳۳۰ * میر شاہنواز خان شاہلیانی:-**

کیا وزیر مالیات ازراہ کرم بتائیں گے کہ ۷۴-۱۹۷۵ء کے لئے جو بجٹ محکمہ مالیات تیار کر رہا ہے اس کی جانچ کے لئے کوئی کمیٹی ارکان اسمبلی کی تشکیل کی گئی ہے یا نہیں اور اگر کمیٹی تشکیل نہیں ہوئی تو کیا محکمہ مالیات اپنی مرضی سے بجٹ تیار کر رہا ہے اور وہی اسمبلی میں پیش ہوگا۔

**وزیر مالیات سردار غوث بخش رئیسانی:-**

محکمہ مالیات جو بجٹ ۷۵-۱۹۷۴ء کے لئے تیار کر رہا ہے اس کی جانچ کے لئے کوئی کمیٹی ارکان اسمبلی کی تشکیل نہیں کی گئی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ کی طرح متعلقہ محکمے اپنے مطالبات زر ہر سال محکمہ مالیات کو پیش کرتے ہیں جس کی جانچ پڑتال محکمہ مالیات خود کرتا ہے اور اہم اخراجات کے لئے وزیر متعلقہ و وزیر اعلیٰ سے منظوری حاصل کرتا ہے صوبائی بجٹ کی تیاری کے بعد اسے صوبائی کابینہ کے سامنے بصورت بجٹ میمورنڈم پیش کیا جاتا ہے۔ اور جب صوبائی کابینہ جانچ پڑتال کے بعد اسے منظور کرتی ہے، تو پھر اسے صوبائی اسمبلی میں برائے منظوری پیش کیا جاتا ہے۔

**مسٹر اسپیکر:-** چار تحاریک التوا کے نوٹس موصول ہوئے ہیں مسٹر محمود خان اپنی تحریک التوا

پیش کریں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی :-** میں حسب ذیل واضح معاملہ پہ جو فوری اہمیت کا حامل ہے بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی کو روکنے کے لئے تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

واقعہ یوں ہے کہ

گزشتہ دنوں گل کچھ میں سلیمان خیل قبیلے کی دو پارٹیوں کی مسلح جھڑپ ہیں، دونوں طرف سے جانی اور مالی نقصان کے بعد تین دن پہلے کی خبروں سے پتہ چلا ہے کہ یہ جھڑپ اب وسعت اختیار کرکے ژوب کے قبائل متعلقین کو بھی متاثر کر رہی ہے۔ اور اس سلسلے میں تا حال فریقین کو متشددانہ کارروائیوں سے روکنے کے لئے کوئی موثر کارروائی نہیں کی گئی، لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس معاملے پر بحث کی جائے۔

**قائد ایوان :-** جناب والا میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں اور معزز ممبر کو اس سے اتفاق ہوگا کہ جس علاقہ کا انہوں نے ذکر کیا ہے یہ شمال مغربی سرحدی صوبہ میں واقع ہے۔ یہ تنازعہ بلوچستان کی حدود میں نہیں تھا۔ اور جس کی ذمہ داری ہماری حکومت پر عائد نہیں ہوتی اور نہ تو یہ تحریک اس ایوان میں پیش ہونی چاہیئے۔ پھر بھی معزز ممبر کو یقین دلانا چاہتا ہوں، جہاں تک ہماری سرحدات کا تعلق ہے وہاں پر کوئی ناخوشگوار واقعہ نہ ہوگا۔

**محمود خان اچکزئی :-** جام صاحب یہ علاقہ بلوچستان کی حد پر واقع ہے۔ سردار خان بلوچستان کا رہنے والا ہے، روزانہ لڑائی ہو رہی ہے۔

**قائد ایوان :-** میں معزز ممبر کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری سرحدوں پر ایسے

واقعات نہیں ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں یہ علاقہ صوبہ سرحد وزیرستان میں واقع ہے لیکن میں کہتا ہوں ایسے واقعات نہ ہوں گے۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** میں اس پر زور نہیں دیتا۔

**مسٹر اسپیکر:۔** اس پر زور نہیں دیا گیا۔

محمود خان اب اپنی اگلی تحریک التوا پیش کریں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** میں حسب ذیل واضح معاملہ پر جو فوری اہمیت کا حامل ہے بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی روکنے کے لئے تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

واقعہ یوں ہے:۔

کہ گزشتہ تین ماہ سے کوئٹہ شہر میں مسلسل بغیر کسی فوری سبب کے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ شہریوں کے بنیادی حقوق کی حق تلفی اور جمہوری اقدام کے منافی ہونے کی وجہ سے عوام میں بے چینی کا باعث ہے جس کے سخت ردعمل اور اس کے نتیجے میں مزید جانی اور مالی نقصان کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

**قائد ایوان:۔** جناب میرے معزز رکن جو ایک اچھے اور سمجھدار پارلیمینٹرین ہیں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دفعہ ایک سو چوالیس کا نفاذ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے ۱۱ مئی کو دو ماہ کے لئے کیا بشرطیکہ اس کو اس عرصہ سے قبل واپس نہ لیا جاتا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان اور سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحبان قانوناً

دفعہ ۱۴۴ کے نافذ کرنے کے مجاز ہیں اگر وہ مطمئن ہوں کہ دفعہ ۱۴۴ کا نافذ کرنا ناگزیر ہے اور حالات اس بات کے متقاضی ہوں کہ یہ احکام جاری کئے جائیں۔ اس سلسلے میں ان کو باقاعدہ عدالتی اختیار حاصل ہے اور جس پر صرف ہائی کورٹ ہی نظر ثانی کرنے کی مجاز ہے۔ میں خود مانتا ہوں کہ اس کا استعمال نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر جیسا کہ معزز ممبر کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت قطعاً اس امر میں دلچسپی نہیں رکھتی اور نہ ہی اس کی خواہشمند ہے، لیکن مصلحت اس میں صرف یہ ہے کہ عوام کی جان و مال کی حفاظت کی جائے۔ ایسے حالات ہو جاتے ہیں کہ جن کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کے لئے ۱۴۴ کا نفاذ ناگزیر ہو جاتا ہے۔ تاکہ عوام کے جان و مال کی حفاظت کی جا سکے۔ مجھے امید ہے کہ معزز ممبر میری ان گذارشات کے بعد اپنی تحریک التوا واپس لے لیں گے۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** جناب میرے خیال میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو یہ اختیارات اس قدر وسیع طور پر حاصل نہیں ہیں کہ وہ تین ماہ تک کے طویل عرصہ تک دفعہ ۱۴۴ کو بڑھا دیں۔ میرے خیال میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو صرف ایک ماہ تک اسے نافذ کرنے کے اختیارات حاصل ہیں۔ اس کی مزید توسیع حکام بالا ہی کر سکتے ہیں۔

**قائد ایوان:۔** جیسے کہ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ اگر وہ حالات کو محسوس کریں کہ اس کا نفاذ ناگزیر ہے ورنہ ہمارے لئے یہ کوئی دلچسپی کی بات نہیں ہے۔ دفعہ ۱۴۴ تو صرف عوام کی حفاظت اور ان عوام کی خاطر نافذ کیا جاتا ہے جو کہ امن و امان کی بحالی چاہتے ہیں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** میں نے واضح طور پر اپنی تحریک میں کہا ہے کہ بلا کسی

فوری سبب وہ سبب نہ تو آپ اور نہ ہی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بتاتے ہیں۔

**قائد ایوان:** یہ اختیارات صرف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو حاصل ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ان اختیارات میں نہ مجھے اور نہ ہی اس معزز ایوان کو یہ حق حاصل ہے کہ ان کے عدالتی اختیارات میں دخل دیں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:** ٹھیک ہے جناب۔

**مسٹر اسپیکر:** تو آپ پریس نہیں کر رہے ہیں؟

**خان محمود خان اچکزئی:** کیا PRESS کریں جناب۔

**مسٹر اسپیکر:** ویسے آپ کی پہلے سے ہی کوئی UNDER STANDING ہوتی ہے۔

محمود خان اچکزئی اب اپنی اگلی تحریک التواء پیش کریں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:** میں حسب ذیل واضح معاملے پر جو فوری اہمیت کا حامل ہے بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی روکنے کی تحریک التواء پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

واقعہ یوں ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ سبی کے حاجی حبیب اللہ نامی ایک ہیڈ کلرک نے گزشتہ کئی سالوں سے اپنی موجودہ حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے والد اور بھائی کے نام انفرادی اسکیموں کی منظوری کرا کے جو اختیار کر رکھا ہے اس سے زیارت اور سبی کے عوام میں اپنی حق تلفی کی بنا پر سخت غم و غصہ

پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل اسکیموں کا ذکر کروں گا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۔ زیارت باغ کاریز بنام حاجی محمد گل (والد) | -/۳۰۰۰ | روپے | لوکل گورنمنٹ |
| ۲۔ سرہ کچھ ناکس بنام امان اللہ (بھائی) | -/۲۰،۰۰۰ | روپے | لوکل گورنمنٹ |
| ۳۔ تیاڑی ناکس " " " | -/۲۰،۰۰۰ | روپے | اریگیشن |
| ۴۔ زیارت باغ بنانالہ " " " | -/۹۰،۰۰۰ | روپے | اریگیشن |
| ۵۔ شرکی کاریز " " " | -/۷۵،۰۰۰ | روپے | لوکل گورنمنٹ |
| ۶۔ سرہ کچھ ناکس " " " | -/۱۰،۰۰۰ | " | بنعات اریگیشن زیر تجویز |

لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

**وزیر لوکل گورنمنٹ (میاں سیف اللہ خان پراچہ)**۔ جناب سپیکر میں اس کی مخالفت اصولوں کی بنیاد پر کرتا ہوں، تحریک التوا پیش کرنے کے بارے میں جو قوانین ہیں، میں جناب کی توجہ اس کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

**A motion for an adjournment of the business of the Assembly can be made for the purpose of discussing a definate matter of recent and urgent public importance and the motion must relate to a single matter of recent occurrence.**

میرا پہلا اعتراض یہ ہے کہ single matter نہیں ہے، دوسرا میرا یہ اعتراض ہے کہ recent نہیں ہے۔ recent کے بارے میں جناب اسپیکر سابقہ مغربی پاکستان اسمبلی نے بھی کئی ایک فیصلے دیئے ہیں کہ recent تب ہی ہو سکتا ہے جب کہ پہلے موقعہ پر ہی تحریک التوا پیش کی جائے۔ اس کو جب ہماری اسمبلی کا بجٹ اجلاس شروع ہوا تھا، یعنی ۲ جون کو پیش کیا جانا چاہیئے تھا، جب انہوں نے نوٹس نہیں دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ recent نہیں ہے، اور غیر قانونی؟

اور میرا قانونی اعتراض یہ ہے کہ چونکہ یہ بجٹ سیشن ہے اور اس میں صرف وہی تحریک پیش کی جا سکتی ہے جو کہ ملتوی نہ ہو سکے۔ اور اس قدر اہم معاملہ ہو کہ اس پر بحث کرنا ناگزیر ہو۔ اور لازمی ہو۔

جناب یہ تو تھے ضابطے کے بارے میں اعتراضات اور جہاں تک میرے دوست کا مطلب ہے کہ میں معزز ممبر کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ضروری تحقیقات کروں گا اور تمام غلطیوں کو ٹھیک کرنے کی کوشش کروں گا۔

**مسٹر اسپیکر:-** ٹھیک ہے خان صاحب؟

**مسٹر محمود خان اچکزئی:-** جی۔

**مسٹر اسپیکر:-** Not pressed۔ اگلی تحریک

**مسٹر محمود خان اچکزئی:-** جناب والا میں ایک ایسے مسئلے پر جو کہ فوری اہمیت کا حامل ہے بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی روکنے کے لئے تحریک التواء پیش کرنا چاہتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ گزشتہ چند دنوں سے ہماری مقامی پولیس نے پاکستان کے معزز پشتون شہریوں کو افغان باشندے ہونے کے الزام میں گرفتار کرنے کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور اس کے باوجود متعدد پشتونوں کو گرفتار اور پریشان کیا جا رہا ہے جبکہ ان کے پاس ذمہ دار افسروں کی تصدیق پر شناختی کارڈ بھی موجود ہیں۔ اس سلسلے میں صوبے کے پشتونوں میں سخت بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

**قائد ایوان:-** جناب والا اسمبلی رولز کے تحت اس تحریک التواء کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا کیونکہ یہ تحریک التواء کی طریقہ کار کے خلاف ہے۔ ایک تو یہ کہ اس میں کئی جگہ

یا کسی شخص کا نام نہیں لیا گیا کہ کس کے خلاف ہو رہا ہے۔ دوسرا یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے اس لئے میں گذارش کروں گا کہ اس پر کوئی بحث نہ کی جائے۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ ایسے معاملات کے لئے حکومت ضروری کارروائی کرے گی۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** میں نے واضح طور پر کہا تھا کہ پاکستان کے معزز پشتون شہریوں کو افغانی باشندہ ہونے کے الزام میں گرفتار کیا جا رہا ہے اور جام صاحب اس کو مفاد عامہ کا مسئلہ نہیں سمجھتے۔ جناب والا، میرے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں کہ پاکستانی پٹھان جن کے پاس نیشنل پاسپورٹ ہیں، ابھی تک جام صاحب کی قید میں بیٹھے ہیں اور اس پر الزام ہے کہ آپ افغانستان کے ہیں۔ اس پر مجھے بہت افسوس ہے۔ آپ کے مجسٹریٹ نے اس کو نیشنل پاسپورٹ جاری کیا ہے، آپ نے اسے جیل میں بٹھا دیا ہے۔ اس پر بحث نہیں ہوگی تو کس پر ہوگی۔

**وزیر اعلیٰ:۔** جناب والا یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو عدالت میں زیر سماعت ہے۔

**مسٹر اسپیکر:۔** یعنی یہ عدالت میں ہے۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** یہ تھانے میں بیٹھا ہے، اس کی دکان ہے، اسے وہاں سے اٹھا کر لے گئے کہ آپ افغانی باشندے ہیں۔ اس کا کیا قصور تھا، میرے پاس اس کا پاسپورٹ ہے، اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب اسے مفاد عامہ کا مسئلہ نہیں سمجھتے۔

**وزیر اعلیٰ:۔** انھیں کسی عدالت نے بٹھایا ہوگا۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** صرف پولیس پارٹی نے بٹھایا ہے کہ یہ افغانستان سے تعلق رکھتا ہے اس کا معلوم ہے کہ کل آپ مجھے افغانستان کا باشندہ سمجھیں گے کیونکہ اچکزئی بھی افغانستان میں ہیں۔

**وزیر اعلیٰ:۔** مہربانی کر کے پاسپورٹ میرے پاس لے آئیں۔ میں اس پر تحقیق کروں گا۔

**مسٹر اسپیکر:۔** انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اس پر تحقیق کریں گے اسے پیش نہ کریں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:۔** ٹھیک ہے جناب

**مسٹر اسپیکر:۔** اب سکریٹری اسمبلی کچھ اعلان کرنا چاہتے ہیں۔

**سکریٹری مسٹر محمد اطہر:۔** مندرجہ ذیل مجالس قائمہ / دیگر کمیٹیوں کے ارکان کے انتخاب کے لئے ۲ر جون ۱۹۷۲ء دو بجے بعد دوپہر تک نامزدگیاں طلب کی گئی تھیں۔ ان کمیٹیوں کے لئے حسب ذیل نامزدگیاں وصول ہوئیں۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ مجلس قائمہ برائے انتظام عامہ۔ | ۱۔ مسٹر محمود خان اچکزئی |
| | ۲۔ سردار انور جان کھیتران |
| | ۳۔ مسٹر قادر بخش بلوچ۔ |
| ۲۔ مجلس برائے زراعت و خوراک۔ | ۱۔ میر شاہنواز خان شاہلیانی |
| | ۲۔ مسٹر یوسف علی خان مگسی |
| | ۳۔ مولوی محمد حسن شاہ |
| | ۴۔ نواب زادہ تیمور شاہ جوگیزئی |
| ۳۔ مجلس قائمہ برائے صنعت، صحت، محنت / لوکل گورنمنٹ | ۱۔ مسٹر صابر علی بلوچ |
| | ۲۔ مولوی صالح محمد |
| | ۳۔ میر چاکر خان ڈومکی |
| | ۴۔ میر یوسف علی خان مگسی |
| ۴۔ مجلس قائمہ برائے مال، مالیات و ترقیات | ۱۔ میر شاہنواز خان شاہلیانی |
| | ۲۔ مسٹر محمود خان اچکزئی |
| | ۳۔ میاں سیف اللہ خان پراچہ |

۴۔ مسٹر صابر علی بلوچ

۵۔ مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاق

۱۔ جام میر غلام قادر خان
۲۔ سردار غوث بخش رئیسانی
۳۔ نواب زادہ محمود شاہ جوگیزئی

۶۔ مجلس برائے سرکاری مواعید

۱۔ جام میر غلام قادر خان
۲۔ مولوی صالح محمد
۳۔ سردار انور جان کھیتران

۷۔ مجلس برائے ایوان و لائبریری

۱۔ مسٹر صابر علی بلوچ
۲۔ مسٹر قادر بخش بلوچ
۳۔ مولوی محمد حسن شاہ

۲۔ چونکہ ان نامزد ارکان میں سے کوئی رکن ۹ جون ۱۹۷۴ء دو بجے بعد دوپہر تک امیدواری سے دستبردار نہیں ہوا۔ اور چونکہ انتخاب میں حصہ لینے والے امیدواروں کی تعداد ہر مجلس کے مطلوبہ ارکان سے کم ہے اس لئے ان امیدواروں کو منتخب قرار دیا جاتا ہے۔

۳۔ چونکہ ان مجالس میں اب بھی نشستیں خالی رہ گئی ہیں۔ اس لئے مزید کاغذات طلب کئے جائیں گے۔

**میاں سیف اللہ خان پراچہ**: مسٹر اسپیکر۔ اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو نشستیں خالی ہیں ان میں اپوزیشن والوں کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ نام پیش کریں تاکہ کمیٹیوں میں شرکت کر سکیں۔

**مسٹر اسپیکر**: انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔

(گیارہ بجکر منٹ پر اسپیکر صاحب تشریف لے گئے، اور مسٹر قادر بخش بلوچ ڈپٹی اسپیکر، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

# مسودۂ قانون بلوچستان سروس ٹریبونل مصدرہ ۱۹۷۴ء

**وزیر اعلیٰ:-** جناب والا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ
بلوچستان سروس ٹریبونلز کے مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۴ء کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:-** تحریک یہ ہے کہ
بلوچستان سروس ٹریبونلز کے مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۴ء کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

**مس فضیلہ عالیانی:-** جناب والا میں اس کی مخالفت کرتی ہوں
جناب والا یہ بلوچستان سروسز ٹریبونلز بل جو اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے میں اس کی مخالفت بغیر مقصد نہیں کروں گی۔ جناب والا یہ وہ ایوان ہے جہاں پر حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ممبران بیٹھے ہیں۔ اگر حزب اختلاف کی طرف سے ہم کوئی رائے دیتے ہیں یا حزب اقتدار کے ممبران کوئی مشورہ دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ان کے احساسات یا ان کی لیڈرشپ کو خراب کر رہے ہیں' ایسا نہیں ہے' جناب ہمارے ساتھی ہیں ہم پوری کوشش کرتے ہیں اور ہمیں وہ اپنے صحیح معاملات میں ساتھ سمجھیں۔ اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر دیتے ہیں یا اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم صرف تنقید کرتے ہیں۔ لیکن یہ مسئلہ بہت زیادہ نازک مسئلہ ہے' اس لئے میں اس کی سب سے پہلے مخالفت کر رہی ہوں۔

چاہیئے تھا کہ ہمارے اسمبلی کے قواعد انضباط کار کی دفعہ ۴ء کے مطابق اس بل کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا، تاکہ کمیٹی غور و خوض کرتی بحث ہوتی۔ باہمی صلاح مشورے ہوتے مگر ایسا نہیں کیا جا رہا۔ اس سلسلہ میں میں صاف کہتی ہوں کہ سروس ٹربیونل بل محض ایک پارٹی کو رعایت ملنے کے لئے لایا گیا ہے۔

ہمارے ملک میں سرکاری ملازم پاکستان قائم ہونے کے وقت سے تندہی سے کام کر رہے ہیں اور اس کے استحکام کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ سرکاری ملازمین کو ایک ستون سمجھا جاتا ہے۔ اگر آپ اس ستون کو کمزور کر کے گرا دیں تو جناب یہ ملک نہیں رہے گا۔ یہ ملازم جو ہر دور میں ہمیشہ حکومت کے ساتھ تعاون کرتے رہے ہیں' ایمان داری' دیانت داری اور خلوص سے کام کرتے رہے ہیں' خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جانا چاہیئے۔ مگر ایسا نہیں کیا جا رہا۔ میں نے تھوڑا سا اس کی کلاز پر غور کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کالا قانون بنایا جا رہا ہے جس سے سرکاری ملازموں کی کوئی شنوائی نہ ہوگی۔ ان کے لئے سارے دروازے بند کئے جا رہے ہیں۔ کیا یہ انصاف کا تقاضہ ہے۔ جب ملک کو پتہ چلے گا تو اس پر ماتم کریں گے۔ کیونکہ ان کے ساتھ انصاف اور سلوک نہیں کیا جا رہا ہے ان کے سارے حقوق ختم کئے جا رہے ہیں' اس لئے میں درخواست کرتی ہوں کہ برائے خدا اس بل پہ غور نہ کیجیے' اور سرکاری ملازموں کا اعتماد نہ کھوئیے۔ ان کے ساتھ پورا انصاف کیا جائے۔ اور ان کی شنوائی کی جائے' اور میں اپنے ساتھیوں سے یہ کہتی ہوں کہ ذرا مسودہ قانون پہ نظر ڈالئے۔ اس میں ایسے کلاز ہیں کہ سرکاری ملازم اس ٹربیونل کے سامنے ناانصافی کے خلاف اپیل بھی نہیں کر سکتا۔

جناب والا میں اپنے ساتھیوں سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب سے پاکستان قائم ہوا ہے جب سے انگریز یہاں سے چلے گئے ہیں برٹش یہاں سے چلے گئے ہیں اس کے بعد بھی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت بھی حکومت نے سرکاری ملازمین کو تحفظ دیا' اس کے بعد ون یونٹ بنا۔ تب بھی انھیں تحفظ

حاصل رہا۔ اس کے بعد ۱۹۵۶ء کے آئین کے تحت بھی ان کو تحفظ حاصل رہا۔
جب پاکستان بنا تھا تو حکومت نے سرکاری ملازمین کو یقین دلایا تھا کہ آپ کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہوگی، اور آپ کے حقوق کو تحفظ حاصل رہیگا آپ کے حقوق کی آپ کو ضمانت حاصل رہیگی۔ پھر ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد بلوچستان کا صوبہ بنایا گیا۔ اس وقت بھی ملازمین کو تسلی دی گئی، غرض انہیں ہر موقعہ پر اطمینان دلایا گیا کہ آپ کے حقوق کو تحفظ حاصل رہے گا۔
جناب والا! جب آپ کے پاس سروسز رولز ہیں، اور فیڈریشن رولز ہیں جو شاید ۱۹۶۸ء میں بنے تھے پاکستان بننے کے بعد بنے تھے۔ اور سروسز رولز جو برٹش حکومت کے دوران بنے تھے جن کو اب بھی کنسلٹ کیا جاتا ہے۔ تو یہ بتایئے اگر حکومت کے کسی ملازم کا کوئی کیس ہے جس کی ٹریبونل سماعت کرے تو کیا وہ سروسز رولز فیڈریشن رولز کو بھی کنسلٹ کریگا۔

جناب والا! میں حزب اقتدار کے اراکان سے بھی درخواست کرتی ہوں کہ وہ بھی اس کی مخالفت کریں تاکہ صرف میں ہی سرکاری ملازمین کی ترجمانی نہ کروں یہ آپ کا بھی فرض ہے کہ جو سرکاری ملازم سخت محنت کرکے اونچے درجوں پر پہنچے ہوئے ہیں برائے خدا ان کی زندگی برباد نہ کیجئے۔ اگر ان کے ساتھ اور ان کے بچوں کے ساتھ اس طرح سے سلوک کریں گے تو ان کے مستقبل کا کیا بنے گا۔ اور ان کے بچوں کے مستقبل کا کیا بنے گا۔ اس لئے میں اس ایوان سے درخواست کرتی ہوں کہ یہ بل واپس لیا جائے، یا سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

**قائد ایوان**:- جناب والا میں نے معزز ممبر صاحبہ کی تقریر کو بڑے غور سے سنا۔ آج جبکہ وہ حزب اختلاف کی کرسی پر بیٹھی ہوئی ہیں انہوں نے سول سروسز کے متعلق بہت کچھ کہا ہے، لیکن اگر ان کا حافظہ ٹھیک ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہوگا تو میں ان کی توجہ اسمبلی کے گذشتہ اجلاس کی کارروائی کی طرف مبذول کراتا ہوں جہاں انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ نوکر شاہی نے رشوت کا بازار گرم کر رکھا ہے، سکون برباد ہے، حکومت کو چاہیئے کہ ان ذمہ داریاں پوری کرے اور جہاں تک اس بل کا تعلق ہے تو ابھی بلوچستان اسمبلی میں منظور ہو چکا ہے تمام صوبائی

اسمبلیوں میں سرحد، پنجاب، سندھ ہر جگہ منظور ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے اس بل کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی کیونکہ ایسی ہی تقریر فرمائی ہے وہ بالکل سیاسی تقریر انہوں نے جو جذبات کا اظہار فرمایا۔ وہ سیاسی جذبات تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک سرکاری ملازمین کے حقوق کا تعلق ہے میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ بغیر کسی جرم کے ان کو نہیں نکالا جائے گا میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں حکومت کسی سے ناانصافی نہیں کرے گی اس کے برعکس پہلے دور میں کیا ہوتا رہا ہے کسی ملازم کو جہاں چاہا پھینک دیا۔ کوئی وجہ بتلائے بغیر اور کوئی موقع دیئے بغیر ایک گھنٹے کے اندر اندر ملازمین کو صوبے سے جانے کا حکم دے دیا۔ لیکن موجودہ حکومت تو انصاف چاہتی ہے اور انصاف کے تقاضے پورا کرے گی۔ اس بل کا مقصد صرف یہ ہے کہ ملازمین کو جو حقوق ملے ہوئے ہیں ان کا تحفظ کیا جائے اور مزید سہولتیں اور تحفظ دیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ انصاف کے دروازے ہر وقت کھلے رہیں جب ملازمین کی شکایات ہوں وہ ٹریبونل کے سامنے پیش کر سکیں اور ٹریبونل اس پر غور کر سکے۔ دیکھ سکے

جناب والا! اب معاشرے میں بہت سی تبدیلیاں پیدا ہو چکی ہیں اور ان تبدیلیوں کو پورا کرنے کے لئے لایا جا رہا ہے اور سرکاری ملازمین پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں تاکہ وہ محسوس کریں۔ اپنے فرائض نیک نیتی اور دیانت داری سے انجام دیں... مجھے یہ بل پیش کرتے ہوئے کسی ملازم پہ ان کی دیانت یا کارکردگی پر شک نہیں ہے۔ سرکاری ملازم بھی اس ملک کے باشندے ہیں کام دیانت سے کریں گمان کی دیانت داری اور کارکردگی پر حکومت شبہ نہیں کرتی مجھے امید ہے افسران بھی سروس میں ملک کی خدمت کرتے رہیں گے۔ اور جیسے سرکاری ملازمین پہلے خدمت کرتے آئے ہیں کرتے رہیں گے۔ یہ بل ملازمین کی کارکردگی اور طریقہ ملازمت کو منضبط اور صحیح کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ایوان اسے منظور فرمائے گا۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:** تحریک یہ ہے کہ

بلوچستان سروس ٹریبونلز کے مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۴ء کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔
(تحریک منظور ہوئی)

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر** اب بل کو کلاز وار لیا جائے گا۔

کلاز - ۲

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:** کلاز ۲- وزیر قانون اپنی ترمیم پیش کریں۔

Minister for Law : (Mian Safullah Khan Paracha) Sir, I move —
That Sub-clause (a) of Clause 2 be subituted as under :—

(a) "civil servant" means, a person who is member of a civil service of the Province of Baluchistan or who holds a civil post in connection with the affairs of the Province, but does not include—

(i) a perfon who is on deputation to the province of Baluchistan from the Federation or from any Province or other authority; or

(ii) a person who is employed on contract or on work charged basis or who is paid from Contingencies; or

(iii) a person who is a "worker" or "workman" as defined in the Factories Act, 1934, (XXV of 1934). Or the workman's compensation Act, 1923 (VIII of 1923).

جناب میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اس سب کلاز میں سول سرونٹ کے وہی معنی تھے جو کہ بلوچستان سول سرونٹس آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۳ء میں تھے لیکن چونکہ یہ آرڈیننس ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے ضرورت پڑی کہ بجائے ختم شدہ آرڈیننس کے حوالے کے ہم ان الفاظ کو دوبارہ DEFINE کر دیں۔

Mr. Deputy Speaker : clause under consideration, the amendment moved is—

That Sub clause (a) of the Clause 2 be subsituted as under :—

" (a) "civil servant" means a person who is member of a civil service of the Province of Baluchistan or who holds a civil post in connection with the affairs of the Province, but does not include—

(i) a person who is on deputation to the province of Baluchistan from the Federation or from any Province or other authority; or

(ii) a person who is employed on contract or on work charged basis or who is paid from Contingencies; or

(iii) a person who is a 'worker' or 'workman' as defined in the Factories Act, 1934, (XXV of 1934). Or the workman's compensation Act, 1923 (VIII of 1923)."

(amendment carried)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ ترمیم شدہ کلاز ۲ مسودہ قانون کا حصہ ہو۔

(ترمیم منظور ہوئی)

کلاز - ۳

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: کلاز تین میں بھی ایک ترمیم ہے۔ وزیر متعلقہ اپنی ترمیم پیش کریں۔

**Minister for Law :** Sir, I move —

That in sub-clauses (1), (4) and (5) the word "Governor" occuring therein be subsituted by the word, "Government".

**Mr. Deputy Speaker** : clause under consideration, the amendment moved is—

That in sub-clauses (1), (4) and (5) the word "Governor" accuring therein be substituted by the word, "Government".

(amendment carried)

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر**:- اب سوال یہ ہے کہ ترمیم شدہ کلاز ۲ بل کا حصہ ہو۔

(تحریک منظور ہوئی)

**مس فضیلہ عالیانی**:- جناب اسپیکر ہمیں تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے یہ ترمیم پیش ہو رہی ہے یا کلاز پاس کی جا رہی ہے؟

**وزیر تعلیم میر یوسف علی خان مگسی**:- جناب والا! ہماری ممبر صاحبہ نہیں سمجھ رہی ہیں یہ ترمیمیں بھی ہیں اور کلاز بھی۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر**:- طریقہ یہی ہے کہ ترمیمیں کلاز کے ساتھ پیش ہوتی ہیں اور ترمیم کے بعد کلاز بھی ترمیم شدہ شکل میں منظوری کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی**:- جناب والا، ہمارے پاس ترمیمیں نہیں ہیں۔

(آپس میں باتیں)

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر**:- آپ کو آئندہ ان کی کاپیاں دی جائیں گی۔ وزیر متعلقہ کو کہا گیا ہے کہ آئندہ ترمیموں کا نوٹس پیشگی دیا کریں تاکہ ارکان کو نقلیں فراہم کی جا سکیں۔

آئندہ اسی دن نوٹس نہ لئے جائیں گے۔

کلاز ۔ ۴

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر :۔** کلاز ۴ میں بھی ایک ترمیم ہے وزیر متعلقہ پیش کرینگے۔

**Minister for Law :** I move —

That in clause (a) of proviso, the words "the Baluchistan Civil Servants Ordinance, 1973 (Baluchistan Ordinance No. IX of 1973)", be subsituted by the words "any law".

**Mr. Deputy Speaker :** clause under consideration, the amendment moved is —

That in clause (a) of proviso, the words "the Baluchistan Civil Servants Ordinance, 1973 (Baluchistan Ordinance No. IX of 1973)" be subsituted by the words "any law".

(amendment carried)

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر :۔** اب سوال یہ ہے کہ ترمیم شدہ کلاز ۴ بل کا حصہ ہو۔

**مس فضیلہ عالیانی :۔** جناب والا! اگر میں اس بل کی کلاز ۴ اور ۵ کی مخالفت کرنا چاہوں تو کیا مجھے ابھی بولنا ہوگا۔؟ وزیر صاحبان نے کئی غلطیاں کی ہیں، اگر ان کو اعتراض نہ ہو تو میں ان کی نشان دہی کر دوں کیونکہ یہ ان کی اصلاح کے لئے ہے اور میں انھیں بتانا چاہتی ہوں کہ پہلے آپ نے دو کلازیں پاس کی ہیں۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر :۔** مس فضیلہ کیا آپ کلاز چار پر بولنا چاہتی ہیں

**قائد ایوان :۔** میں آپ کی اصلاح کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

**مس فضیلہ عالیانی :۔** افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ حضرات آپ کو عوامی نمائندے کہتے ہیں، اور سرداری نظام کو ختم کیا جا رہا ہے لیکن انہوں نے دو

تاب نہیں ہے جو ہونی چاہیئے جیسا کہ کل اسمبلی میں میری غلطی ہے۔ ویسے میں اپنی غلطی نہیں مانتی ہوں، ہمارے معزز وزیر بڑے جوش میں آگئے تھے، حالانکہ میرا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ میں انھیں اکساؤں، یا ان کی پوزیشن خراب کردوں۔ بلکہ میں ان کے سامنے یہ بات لانا چاہتی تھی۔

**وزیر قانون:-** پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر آپ سارے بل پر بولنا چاہتی ہیں تو اس وقت بولئے جب اس کا وقت آئے، اگر کلاز ۳ پر کچھ کہنا چاہتی ہیں تو کہہ سکتی ہیں۔

**مس فضیلہ عالیانی:-** جناب والا! کلاز ۳ کی پراویزو (b) میں لکھا ہے کہ

**b) no appeal shall lie to a Tribunal against an order or decision of a departmental authority: determining —**

**i) the fitness or otherwise of a person to be appointed to or hold a particular post or to be promoted to a higher post or grade : or**

جناب والا! جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ یہ جو ٹریبونل بل ہے، پہلے ہمارے گورنمنٹ ملازمین کا یہ حق تھا کہ ان کو یہ اختیار تھا کہ اگر ان کی ترقی میں یا ان کی تقرری میں یا ان کی ریٹائرمنٹ میں یا اور کوئی ان کے قواعد و ضوابط میں کوئی تکلیف ہوتی تو پہلے اعلیٰ افسران سنتے اور اس کے بعد وہ ہائی کورٹ میں چلے جاتے ہیں۔ لیکن جناب والا یہ اب جو ٹریبونل بن رہا ہے، اب جو آپ لا رہے ہیں، اس میں آپ محض گورنمنٹ ملازم کو اپنے آفیسرز کا غلام ہی بنا رہے ہیں، اگر آفیسران اعلیٰ اپنے کسی بھی ماتحت افسر سے خوش نہ ہوں، اگر آفیسران اعلیٰ کوئی کام سرکاری افسر نہیں کرتا، ایسے کام کرنے سے رجوع نہیں کرتا تو جناب آپ نے ان کے لئے سارے راستے بند کر دیئے ہیں تو اس لئے میں درخواست کرتی ہوں کہ

**میر صابر علی بلوچ:-** میرے پاس کوئی کاپی نہیں ہے۔ ہمیں کاپی لا کر دیجئے۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:-** کاپیاں آپ سب کو دی جا چکی ہیں۔ آپ لائے نہیں ہوں گے۔

**مسٹر محمود خان اچکزئی:-** جناب تمام ممبران کی کاپیاں نہیں دی گئیں تو کیا کیا جائے۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:-** اب آج کے اجلاس میں تو جو ہو گیا ہے اس کے بعد اگلے اجلاس میں اس طرح نہیں ہو گا۔

**مس تفضیلہ عالیانی:-** جناب میں اس کلاز پر بول رہی تھی۔

جناب والا- اس کلاز کے متعلق میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ کے سرکاری ملازمین کتنے بے چین ہیں۔ کیونکہ آپ نے ان کا کوئی تحفظ نہیں کیا۔ آپ جو ٹریبونل بنا رہے ہیں۔ جو کہ پہلے بھی میں نے کل پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔ میرے معزز ممبر یہ سمجھ کر یہ ان کی حیثیت پر حرف آ رہا ہے۔ کل میرے کہنے کا مطلب یہی تھا کہ آپ اپنے ملازمین کو خوش کرنے کی بجائے ان میں اور بے چینی پیدا کر رہے ہیں۔ اس لئے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج کے زمانہ اخبار کے ایڈیٹوریل میں دیکھئے، جس میں آپ کے سرکاری ملازمین کی بے چینی ہے۔ سرکاری ملازمین پہلے بھی اتنے بے چین ہیں کہ ان کی جو تکالیف ہیں کوئی سننے والا نہیں۔ اب سرکاری ملازمین کی جو انجمنیں تھیں انہوں نے متحد ہو کر اپنی فیڈریشن بنائی ہے تاکہ ان کے ساتھ انصاف کیا جائے تو یہ انصاف ہو رہا ہے کہ ٹریبونل بن پیش کیا جا رہا ہے جبکہ ہر سرکاری افسر کو آفیسران اعلیٰ کو خوش کرنے کے لئے ہر جائز و ناجائز طریقہ استعمال کرنا ہو گا۔ یہ محض اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ایک پارٹی رول قائم کیا جائے۔ اس سے میرے صوبے کے کثیر تعداد میں گورنمنٹ ملازمین اثر انداز ہوں گے۔ ان کے مستقبل پر ان کے بچوں کے مستقبل پر اثر ہو گا، لہٰذا میں یہ کہہ رہی ہوں کہ آپ کے جو نوکر شاہی ہیں یقیناً گورنمنٹ جو ہے ان کے گلے میں پھندا ڈال رہی ہے، اب حکومت ہر جائز و ناجائز کام چاہے وہ کرنا چاہیں یا نہ چاہیں کروائے گی، اور ان کی اپیلیں سننے والا کوئی نہیں ان کی شکایت سننے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ جناب اگر ٹریبونل پاس ہو گیا تو وہ ہائی کورٹ میں بھی نہیں جا سکیں گے۔ اگر آپ کی سوچ کے مطابق یہ ٹریبونل کسی ایک گورنمنٹ ملازم کے متعلق فیصلہ کر دیتی ہے تو آپ کے فیڈریشن رولز ہیں۔ سروس رولز ہیں۔ کئی مسئلے اٹھائے جائیں گے اور فیصلے ہوں گے تو یہ اقدام

جائیگا، اس کا فیصلہ کون کرے گا۔ جناب والا یا پھر ان قوانین کو ختم کر دیا جائے اور صرف ایک رہے تاکہ کوئی تصادم نہ ہو، اور انصاف ہو آپ کے گورنمنٹ ملازمین کے ساتھ۔ یہ بل لاکر آپ ان کی سیکورٹی کو ختم کر رہے ہیں۔ اور جناب والا ایک مثال آپ نے دی ہے کہ

***Explanation*—In this section, "departmental authority" means any authority, other than a Tribunal, which is competent to make an order in respect of any of the terms and conditions of Civil servants.**

تو میں وزیر اعلیٰ سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ واضح کر دیں کہ ٹرمز اور کنڈیشن والی بات۔ جام صاحب۔

**وزیر اعلیٰ:** جناب والا۔ سول سرونٹس بل کی جو زنانہ اخبار نے مخالفت کی ہے کہ ملازمین میں بے چینی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو مراعات ملازم ہیں انہیں کوئی بے چینی نہیں مراعات سب بحال ہیں۔ انہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

**مس فضیلہ عالیانی:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب میں نے نقطے پہ درخواست نہیں کی کہ وہ تقریر کریں میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ یہ ٹرمز اور کنڈیشنز کی وضاحت کریں کہ ان کی ان سے کیا مراد ہے۔

**وزیر اعلیٰ:** جناب میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ پریشانی ان حضرات کو ہونی چاہیئے...

**مس فضیلہ عالیانی:** ٹرمز اور کنڈیشن کی میں وضاحت چاہتی ہوں۔

**وزیر اعلیٰ:** میں آپ کو ٹرمز اور کنڈیشن وغیرہ کے بارے میں بتلاؤں گا۔ جناب سول سرونٹس میں یہ شرائط درج ہیں اور اس قانون کے پاس ہونے پر اسکے

رولز بھی مرتب ہوں گے۔ اور سروسز رولز کیا ہوں گے۔ ان کی کنڈیشن کیا ہوگی۔ یہ ضابطہ کار بھی بنایا جائے گا۔

پہلے انکوائری ہوتی تھی، انکوائری افسر مقرر کیا جاتا تھا، تحقیقات بھی ہوتی تھی، انکوائری افسر مقرر کیا جاتا تھا۔ تحقیقات بھی ہوئی جیسے کہ آپ نے گزشتہ اجلاس میں نشاندہی کی تھی۔ مگر بدقسمتی سے کوئی انکوائری بھی کسی افسر کے برخلاف مکمل نہیں ہوئی، اس لئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ سول سرونٹس بھی لایا جائے جس کو آپ یہیں منظور کریں گے۔ آپ پہلے کہتی تھیں کہ ہر چیز نوکر شاہی کے ہاتھ میں ہے۔ نوکر شاہی پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا۔ موجودہ حکومت نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ جس طرح باقی چیزوں میں اصلاحات کی گئی ہیں قانون میں بھی اصلاحات کی گئی ہیں ہمارے سروسز کی بھی اصلاح ہونی چاہیئے۔ اس سے ان افراد کو بالکل خوف نہیں کرنا چاہیئے جو دیانت دار ہیں۔

**مس فضیلہ عالیانی:۔** پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ٹرمز اور کنڈیشن سے کیا مراد ہے۔

**وزیر اعلیٰ:۔** میں نے آپ کو بتادیا ہے کہ یہ جو بھی ....

**مس فضیلہ عالیانی:۔** ٹرمز اور کنڈیشن کا کیا مطلب ہے مثلاً تقرری ریٹائرمنٹ وغیرہ وغیرہ ....

**وزیر اعلیٰ:۔** میں نے آپ کو بتادیا ہے کہ ٹرم اور کنڈیشن سول سرونٹس کے تحت آئے گی۔

**مس فضیلہ عالیانی:۔** جناب والا یہ آپکے آئین میں ہے۔ آئین کا آرٹیکل ۲۴۰ پڑھیں ... اس کے مطابق ...

**وزیر اعلیٰ:۔** یہ مجھے معلوم ہے کہ اس کے مطابق یہ جو شرائط ہمیں طے کرنے ہیں اس کی باری بھی آئے گی ۔

**وزیر قانون:۔** جناب والا میں آپ سے اور قائد ایوان سے درخواست کروں گا کہ مس عقیلہ کو بولنے کے لئے اور وقت دیں ہم خوشی سے انہیں سنیں گے ۔ میں جناب سے درخواست کروں گا کہ انہیں اور وقت دیں تاکہ وہ اپنے سارے خیالات اس ایوان کے سامنے رکھ سکیں اور میرے خیال میں یہی ۔۔۔ ایوان کا طریقہ کار ہوتا ہے کہ جب کوئی رکن بل کے متعلق بولنا چاہے اسے وقت دیا جاتا ہے ۔

**مس فضیلہ عالیانی:۔** جناب والا ! ٹرمز اینڈ کنڈیشن والی بات کہہ رہی تھی ۔ آپ نے ہم کچھ سیکھ رہے ہیں میں ان سے کوئی سیاسی تقریر کرنے کے لئے نہیں کہہ رہی ۔

**قائد ایوان:۔** جناب والا ٹرمز اینڈ کنڈیشن بالکل واضح ہیں آئین کے اندر بھی اس کا ذکر ہے اور جب سول سروس بل پاس ہوگا تو اس کے ماتحت رولز بنیں گے ۔

**مس فضیلہ عالیانی:۔** اس بل کے تحت رولز بنیں گے یا اسمبلی ایکٹ کے ذریعہ قوانین وضع کرے گی ۔

**قائد ایوان:۔** اس سلسلہ میں جو بھی ہوا قانون کے مطابق کیا جائے گا ۔ اور قانون پر بھی عمل درآمد کیا جائے گا

**مس فضیلہ عالیانی:۔** جناب یہ تو ظاہر ہے کہ حزب اختلاف نہیں ہیں صرف ایک مجبوری

لیکن حزب اقتدار میں تو بھارتی ہے، جائز ہے یا ناجائز ہے بل تو پاس ہو جائیگا، لیکن میں چاہتی ہوں جو سرکاری ملازم ہیں ان کی ساتھ ناانصافی نہ ہو میں ان کی ترجمانی کرتی ہوں۔

**قائد ایوان:۔** میرا خیال ہے ممبر صاحبہ کی کافی تسلی ہو چکی ہے وہ صرف ایک ہی لیکن سب پر حاوی ہیں اور انہوں نے کافی بولا ہے۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔** سوال یہ ہے کہ ترمیم شدہ کلاز ۴ بل کا حصہ تصور ہو

(ترمیم منظور ہوئی)

کلاز۔ ۵

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔** سوال یہ ہے کہ
کلاز ۵ بل کا حصہ تصور ہو۔

(ترمیم منظور ہوئی)

کلاز۔ ۶

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔** سوال یہ ہے کہ
کلاز ۶ بل کا حصہ تصور ہو۔

(ترمیم منظور ہوئی)

کلاز۔ ۷

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔** سوال یہ ہے کہ
کلاز ۷ بل کا حصہ تصور ہو۔

(ترمیم منظور ہوئی)

کلاز - ۸

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر** سوال یہ ہے کہ

کلاز ۸ بل کا حصہ تصور ہو۔

(تحریک منظور ہوئی)

کلاز - ۹

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر**:- سوال یہ ہے کہ

کلاز ۹ بل کا حصہ تصور ہو۔

(تحریک منظور ہوئی)

## تمہید

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر**:- سوال یہ ہے کہ

تمہید مسودہ قانون کی تمہید تصور ہو۔

(تحریک منظور ہوئی)

## مختصر عنوان

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر**:- سوال یہ ہے کہ

مختصر عنوان بل کا مختصر عنوان تصور ہو۔

(تحریک منظور ہوئی)

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر**:-

وزیر متعلقہ اپنی اگلی تحریک پیش کریں۔

**قائد ایوان:۔** میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ

بلوچستان سروس ٹریبونلز کا مسودہ قانون ۱۹۷۴ء کو منظور کیا جائے۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔** تحریک یہ ہے کہ
بلوچستان سروس ٹریبونلز کا مسودہ قانون ۱۹۷۴ء منظور کیا جائے۔

**مس فضیلہ عالیانی:۔** میں اس کی مخالفت کرتی ہوں۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔** آپ بولیں۔

**مس فضیلہ عالیانی:۔** جناب والا! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکی ہوں کہ میں مخالفت برائے مخالفت نہیں کرتی۔ حزب اختلاف کو تو میں نے دیکھا نہیں مگر حزب اقتدار کے جو لوگ ہیں ان میں بھی وہ برداشت نہیں کہ وہ سن سکیں۔ مجھے آج اپنے چچا مرحوم کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ چچا کے سردار ساتھی تھے انکو کہا تو برا سمجھا جاتا ہے مگر وہ کہتے تھے کہ ہم سرداری نظام ختم کر رہے ہیں اور بلوچستان میں عوامی نمائندوں کی حکومت ہے۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔** آپ مسودہ قانون کے متعلق بولیں۔

**قائد ایوان:۔** انہیں بولنے دیں۔

**مس فضیلہ عالیانی:۔** وہ بڑی خندہ پیشانی سے حزب اختلاف اگر ان پر کوئی الزام لگاتی تو وہ خوش اسلوبی سے اپنی صفائی پیش کرتے۔ اگر حزب اختلاف کوئی رائے دیتی تو اسے قبول کرتے۔ ہمارے چچا مرحوم کہتے تھے "نازک مزاج شاہاں تاب سخن ندارد" جب دیکھا یہ جاتا ہے کہ سردار تو سب بن گئے اور عوامی نمائندے بھی ہیں مگر جناب ان امیروں میں وہ تاب نہیں ہے وہ قصور نہیں ہے۔ اگر ہم

کھلی بات کرنا چاہیں اگر کوئی ان کی اصلاح کرنا چاہیں، صحافیوں کے متعلق بولنا چاہیں یا سرکاری ملازمین کے متعلق بولنا چاہیں یا سرکاری ملازمین کے متعلق کہنا چاہیں تو ان میں دم نہیں ہے۔ حالانکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم عوامی نمائندے ہیں۔ سرکاری ملازمین کے لئے تو کچھ ہو نہیں رہا۔

**وزیر تعلیم:۔** پوائنٹ آف آرڈر،
جناب والا جب کل ایک مرتبہ اس ایوان کے سامنے یقین دہانی کرائی جا چکی ہے تو اس پر تقریر کرنے کا کیا جواز ہے۔

**مس فضیلہ عالیانی:۔** جناب والا! میں اس پر تقریر نہیں کر رہی ہوں۔ یہ یقین دہانی کی عزت کرتی ہوں کہ آپ جیسے معزز وزیر جب ایک مرتبہ ایوان میں یقین دہانی کرا دیتے ہیں کہ جو گریجویٹ انجینئرز ہیں ان کے حقوق کا تحفظ ہوگا تو مجھے اس پر پورا بھروسہ ہے کہ آپ جیسے وزیر اس وعدہ کو ضرور پورا کریں گے۔ دوسرا میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو بحث ہوتی ہے، براہ مہربانی اس کا کوئی غلط مطلب نہ لیجئے۔ ہم کسی پر ذاتی حملے نہیں کر رہے۔ اگر کوئی بات کرتی ہوں تو آپ اسے سنئے تاکہ کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

جناب والا! میں پھر بلوچستان ٹریبونلز بل کی مخالفت کرتی ہوں محمود صاحب نے میرے حق میں ہاتھ اٹھایا ہے، اور مولانا صاحب جو ہمیشہ حق و انصاف کا ساتھ دیتے ہیں مجھے ان سے بھی توقع ہے کہ آج وہ میرا ساتھ دیں گے، میری مراد دونوں بزرگوں سے ہے۔ ہمارے دروازے ان کے لئے ہمیشہ کھلے ہیں ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔

(آپس میں باتیں، قہقہے)

تو جناب والا! میں پھر اس بل کی مخالفت کرتی ہوں کہ اسے پاس نہیں کیا جائے۔ وزیر صاحب کا فرض تو یہ تھا کہ جو کمیٹیاں بنی ہیں۔ یہ بل پہلے وہاں جاتا اور اس پر بحث ہوتی تاکہ جو کوئی بھی سرکاری ملازم ہو اسے اس ملک میں پوری آزادی کا نام

کو خوش نہ کر سکیں تو آپ انکی ملازمتیں ختم کر دیں۔ اگر کل کو ان کے ضمیر کے خلاف کرنے کو کہا جائے۔ اور وہ نہ کریں تو آپ ان کے خلاف کوئی کاروائی نہ کرینگے۔ لیکن اگر ایسا ہو تو وہ ٹریبونل تک بھی نہیں جا سکتے ہیں۔ چھوڑیئے آپ اتھارٹی وغیرہ کو چھوڑ دیجیے اب ان کو رشکو۔ وہ ٹریبونل کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتے ان کے منہ بند کر دیئے ہیں۔ ان کے راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ ون پارٹی سسٹم لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب والا! پھر یہ شق درج میں ہے ۔

**Excercise exclusive jurisdiction in respect of matters relating to the terms and conditions.**

میری تسلی اس طرح نہ ہو سکے گی کہ **terms and conditions** سے ان کی کیا مراد ہے اور ابھی تک اس کو واضح نہیں کیا گیا کہ **terms and conditions** کا کیا سلسلہ ہے ۔ یہ بات ابھی تک اندھیرے میں ہے اور ان کی شرائط کیا ہیں ۔ ان سے کیا مراد ہے میری اب تک تسلی نہیں ہوئی ۔ **terms and conditions** اور ان کی ملازمین کی **terms and conditions** کا کیا سلسلہ ہے اور ترقی ریٹائرمنٹ وغیرہ جو ہیں اس کے لئے تو آپ کے پاس فیڈریشن رولز ہیں اس کے لئے تو آپ کے پاس سروس رولز ہیں **Efficiency & Disciplinary Rules** ہیں اور جہاں تک ملازمین کی تکالیف کا تعلق ہے تو ان کو دور کیا جاتا ہے اور کلاز ۳ میں ہے کہ

**"Two members each of whom is a person who has for a period of not less then ten years held a class I post under the Fedral Govt. or a Provincial Govt.**

تو کیا وزیر متعلقہ یہ بتائیں گے کہ یہ کلاس ون سینیئر ہو گا یا کلاس ون جونیئر ہو گا۔ اور ان کی اطلاع کیلئے میں بتانا چاہتی ہوں کہ کلاسز بھی آپ ختم کر چکے ہیں ۔ اب تو گریڈ ہیں تو اس پر بھی آپ غور کیجیئے گا۔ اسے بھی ایوان میں واضح کر دیں تو میں مشکور ہوں گی۔ ہمارے ایک وزیر صاحب نے ترمیم تو کر دی کہ گورنر کی بجائے گورنمنٹ کی جائے یہ درست ہے آئین کی کلاز ۵۸ کے تحت ہے گورنر کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے اور جو بھی تقرریاں ہوتی ہیں۔ وہ وزیر اعلیٰ اور کابینہ کے وزراء سے مشورہ کر

فیصلہ کرتے ہیں، لہٰذا جو کچھ انہوں نے کیا ہے درست کیا ہے کہ گورنر کی بجائے گورنمنٹ ہو یہ ایک اچھی ترمیم ہے۔

(آپس میں باتیں)

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔** آپ لوگ آپس میں باتیں نہ کریں۔

**مس فضیلہ عالیانی:۔** جناب والا! مختصراً پہلے جو آپ کو عرض کیا ہے کہ آپ کے گورنمنٹ ملازم پہلے آفیسران بالا کے پاس جاتے تھے اگر وہاں پر ان کا جرم ثابت ہوتا تو اس کے بعد وہ ہائی کورٹ تک رسائی کرتے بلکہ سپریم کورٹ تک چلے جاتے لیکن اب یہ سب راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور ٹریبونل بل پاس کئے جاتے ہیں۔ یہاں پر یہ بھی ہے کہ کئی معاملے ایسے ہیں کہ انہیں ٹریبونل بھی سننے کیلئے مجاز ہوگا جیسا کہ میں پہلے کہہ چکی ہوں کہ یہ سب کچھ سیاسی مقاصد کیلئے کیا جا رہا ہے۔ تو جناب والا میں معزز ایوان سے یہ درخواست کروں گی اور اپنے وزیر صاحب سے جو بل لائے ہیں، کہوں گی کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اسے جتنے بھی تقاضے ہیں ان پر غور کیا جائے۔ اخباروں میں کافی تبدیلی آرہے ہیں۔ سرکاری ملازمین میں بے چینی ہے ان کی اس بے چینی کو ختم کریں۔ بلکہ اپنے سرکاری ملازمین میں آپ اعتماد پیدا کریں۔ تاکہ وہ اپنا کام خوش اسلوبی سے کر سکیں۔ اگر آپ نے انکے سارے راستے بند کر دیئے اور ان کا مستقبل تاریک کر دیا۔ تو وہ آپ کی کیا خدمت کریں گے، اس لئے آخر میں پھر گذارش کرتی ہوں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

(ایک آواز ۔ یہ نہیں مانیں گے)

**مس فضیلہ عالیانی:۔** مانیں گے۔ کیونکہ میرے بہت سے رشتہ دار بیٹھے ہیں تو جناب والا میرے کہنے کا مطلب تھا کہ آفیسران بالا کو بہت با اختیار بنایا جا رہا ہے۔ بنیادی قوانین اور سروسز قوانین کا کیا ہوگا۔ کیا وہ رہیں گے۔ ایک مثال دینا چاہتی ہوں کہ آپکے

سروسز رولز میں ہے کہ جو ڈیپوٹیشن پر آیا ہوا سے ترقی نہیں دی جاتی تو کیا آپ ایسی ترامیم لا رہے ہیں تو کیا آپ یہ بنیادی قوانین اور سروسز رولز ختم کر رہے ہیں۔ یا یہ ختم کر دیجئے۔ پرانے قوانین تاکہ کوئی پریشانی نہ رہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ صرف آپ اس لئے کر رہے ہیں کہ جن سے آپ نے بدلہ لینا ہوگا جب کو آپ نے بدلہ لینا ہوگا جن کو آپ نے سیاسی شکار بنانا ہوگا وہاں پر تو یہ قوانین لاگو ہوں گے جہاں بندہ ختم ہو شاید ان میں سے سروسز رولز ہوں۔ یا بنیادی قوانین جن کی آپ حمایت کرنا چاہیں گے۔ ان کے لئے یہ دوسرے قوانین لاگو کریں گے۔ تو اس لئے آپ آپ واضح کر دیں کہ سروسز رولز ختم کئے جائیں گے۔ یا ان کو بحال رکھا جائے گا۔ اور سب ملازمین سے ایک جیسا سلوک کیا جائے اور مجھے امید ہے کہ میرے معزز ساتھی اور معزز رشتہ دار جیسے محمود خان اچکزئی نے کہا ہے کہ وہ ہم دل ہوچکے ہیں اس کو نکالیں گے۔ چلو ہمارے لئے وہی اپنے سرکاری ملازم کیلئے ہی ہی۔

**وزیر تعلیم:۔** جناب والا! معزز ممبر صاحبہ نے اپنی تقریر دلپذیر میں جس طریقے سے سرکاری ملازمین کے تحفظ کا اعلان کیا ہے اس پہ مجھے خوشی نہیں ہوئی یا ہوئی بھی تو صرف سپیکر اتنی ہونی چاہیئے۔ خوشی اس لئے کہ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہہ سکتے۔ میں خاتون سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ان کی حکومت تھی اس زمانے میں یہ قوانین کہاں گئے تھے کہ

**مس فضیلہ عالیانی:۔** یہی کالا قانون تھا۔

**وزیر تعلیم:۔** اس زمانے میں کیا یہی کالا قانون تھا سرکاری ملازمین کا کیا حشر ہوا جن کے تحفظ کا آج ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے شاید کہنے کو تو گنبد کی طرح جیسے کا کوئی رکن مغرب کی طرف ہے کوئی مشرق کی طرف ہے اب ان کی تقریر سے واضح ہو گیا کہ مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے سابقہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے سرکاری ملازمین کو نوٹس دیگا کہ پہلے جاؤ اس وقت کہاں گئے تھے یہ حقوق ہمارے اوپر یہ الزام ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کسی کو سیاسی انتقام کا نشانہ بنائیں ہمیں کیا ضرورت ہے کسی سے سیاسی انتقام لینے کی۔ ہماری اکثریت ہے۔ اگر ہم سیاسی انتقام لینا چاہتے تو جناب آپ کی صبر سے تقریر سنتے اب آپ یہ کہتے ہیں کہ سرکاری ملازمین کا کیا ہوگا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے دور حکومت میں سرکاری ملازمین کا کیا حشر ہوا تھا۔ اب خالی اعتراض برائے اعتراض۔ سوال یہ ہے کہ اس وقت کونسی کمیٹی بیٹھی تھی کہ جب سابق

وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا تھا کہ تین دن تک کے اندر اندر نکل جاؤ۔ اس وقت کونسی کمیٹی بیٹھی ہوئی تھی۔ کوئی ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کا معاملہ تھا۔ اس وقت کہاں گئی تھیں ممبر صاحبہ۔ میں زیادہ بولتا لیکن اب اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

(آوازیں ڈیسک بجائے)

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:-** اب نذیر متعلقہ ....

**مسٹر محمود خان اچکزئی:-** ان کو آنے دیں۔ آوازیں۔ آگئیں۔ آگئیں۔ آگئی تھیں

**قائد ایوان:-** جناب والا میں نے معزز ارکان کی تقاریر بڑے تحمل سے سنیں۔ بلوچستان اسمبلی کی وہ کارروائی میں یاد دلانا چاہتا ہوں جو ان کے دور حکومت میں ہوتی تھی۔ اگر اسمبلی کی کارروائی یا ٹیپ موجود ہوں تو شہید عبدالصمد نے جو تحریک پیش کی تھی، اگر اس کارروائی کو سنا جائے تو ہمارے معزز ممبر صاحبہ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس وقت کتنی قدر ان کے خلاف کو بولنے کی آزادی تھی کس قدر اندرونی باتیں کرنے کی اجازت تھی۔ میں اس وقت زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف اتنا بتلانا چاہتا ہوں اور عرض ہے کہ جناب عالی ہم موجودہ حکومت نے کسی کی بیوی کا نام لے کر کسی ایک فرد کو آلہ کار نہیں بنایا۔ میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے کسی بھی سرکاری ملازم کو سیاسی نکتہ نظر سے انتقامی طریقہ سے کسی بھی طریقہ سے انتقام کا نشانہ نہیں بنایا۔ کام سہولیات بہم پہنچائیں۔ ان لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ موجودہ حکومت بڑی رحم دل ہے کسی سرکاری ملازم کے خلاف بدعمل اختیار نہیں کرتی۔ لیکن میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں جہاں تک انصاف کا تعلق ہے ہم انصاف کریں گے۔ اگر کوئی ملازم اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتا تو ہم اپنے لئے نہیں عوام کی سہولت اور ان کی خاطر سرکاری ملازم کو ضرور صحیح راستہ پر لے آئیں گے۔ کیونکہ یہ عوام کا پیسہ ہوتا ہے۔ یہ امانت ہے

اس لئے حکومت کا فرض ہے کہ اس کا تحفظ کرے۔ اور صحیح مصرف کا خیال کرے۔
جہاں تک رولز کا تعلق ہے رولز بنیں گے اور اسمبلی میں آئیں گے۔ اسمبلی انھیں منظور کرے گی سب کام رولز کے مطابق ہوں گے۔ موجودہ حکومت نے نہ تو کسی سرکاری ملازم کی سینیارٹی ماری ہے۔ نہ سرکاری ملازموں کو نکالا ہے۔ میں سرکاری ملازموں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ پورا انصاف کیا جائے گا۔ میں محترمہ ممبر صاحبہ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت ان کی حکومت کی طرح ملازموں سے سلوک نہیں کرے گی اور نہ وہ رویہ اختیار کیا ہے نہ موجودہ حکومت کوئی ایسا غلط طریقہ اختیار کرے گی۔

**مس فضیلہ عالیانی:۔** جناب والا میں صرف عرض کرنا چاہتی ہوں اس وقت سرکاری ملازموں کے لئے دروازے کھلے ہوئے تھے، جواب بند ہو چکے ہیں

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔** سوال یہ ہے کہ
بلوچستان سروس ٹریبونل کا مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۷۴ء منظور کیا جائے
(تحریک منظور ہوئی)

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔** اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹہ کے لئے چائے کے وقفے کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔
(اجلاس کی کارروائی گیارہ بجکر ۵۵ منٹ پر آدھ گھنٹہ کیلئے ملتوی ہو گئی)

(اجلاس کی کارروائی دوبارہ زیر صدارت ڈپٹی اسپیکر میر قادر بخش بلوچ بارہ بجکر ۲۵ منٹ پر شروع ہوئی)

**قائد ایوان:۔** جناب والا۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اور مجھے امید ہے کہ معزز ممبران بھی اس سے اتفاق فرمائیں گے۔ کیونکہ ان کو مسودات قانون کی نقل رات پہ نہیں مل سکیں اور آج بھی

مسودات قانون پڑھنے کا موقع بھی نہیں ملا ۔ شاید اس میں وہ ترامیم بھی پیش کریں ۔ اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ اجلاس کی کارروائی کل تک ملتوی فرمائی جائے ۔ اور باقی مسودات قانون ۸ جون کے ایجنڈے میں شامل ہوں ۔ لہذا اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

**مسٹر ڈپٹی اسپیکر :** ۔ اجلاس کی کارروائی ۶ جون ۷۴ء جمعرات صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے

(اسکے بعد صوبائی پارلیمان کی کارروائی دوسرے دن کیلئے ملتوی ہوگئی)

---